OPEN ACCESS

ABHATH

(Research Journal of Islamic Studies)

Published by: ***Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.***

ISSN (Print) : 2519-7932

ISSN (Online) : 2521-067X

January-March-2024

Vol: 9, Issue: 33

Email:abhaath@lgu.edu.pk

OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

معاشرتی استحکام کے لیے منتخب آیاتِ احکام کی افادیت کا جائزہ

Evaluating The Efficacy Of Selected Verses Of Commandments For Social Stability

Muhammad Zia Ullah

Assistant Professor Islamic Studies, NCBA&E, Lahore:

zianoorani@gmail.com

Hafiz Muhammad Ijaz Faridi

M.phil scholar NCBA&E Lahore:

ijazfaridi@gmail.com

Abstract

Following the verses of commandments protects the objectives of Shariah, including one's faith, life, property, honor, and creed. A Muslim is characterised by external and internal purification, modesty, justice, equality, and a sense of responsibility by following a practical aspect of these verses and Sunnah. The contemporary world enforces strict laws and implements litigation to bring humanity under one system. Thus, implementing any kind of power and strong litigation fails in bringing any uniformity in Namāz (Prayer), Roza (Fasting), paying of zakāt, and performing the Haj of a Muslim and is incapable of presenting any practical form of unity, equality, sacrifice, sense of responsibility and mutual sympathy. However, a Muslim following the above-mentioned system does not require any force, power, litigation, or mental pressure to pursue. Rather, verses of rulings are such an exquisite system guided by Allah Almighty, which has so effectively trained Muslims that they, while being part of this practical organization, not only obtain the relief and solace of heart but also feel spiritual refinement.

Keywords: Qurānic Verses, Contemporary Legal Systems.

معاشرتی استحکام کے لیے قرآنی احکام کا مطالعہ، تفہیم اور نفاذ ضروری ہے کیونکہ قرآنِ مجید رشد و ہدایت، اصلاح اور فلاح کا ایک کامل و اکمل اور جامع ترین صحیفہ ہے، جو عقائد و ایمانیات، احکام و عبادات، مناکحات و معاملات، حدود و جنایات، خصومات و مقدمات، میراث و وصیت اور مواعظ و نصائح وغیرہ سے متعلق ہدایات کا جامع ہے۔ علمی

دنیا میں پائے جانے والے علوم اور کائنات کے حقائق اسی کتابِ مبین سے منکشف ہوئے ہیں، بایں معنی اس کتاب مبین کا مقصد انسانی زندگی کو صراطِ مستقیم پر استوار کرنا اور ابدی ہدایت سے فیض یاب کرنا ہے۔

قرآنِ مجید میں چھ ہزار سے زائد آیات میں تقریبا پانچ سو آیات احکام سے متعلق ہیں، جنہیں آیات احکام کہا جاتا ہے، افہام و تفہیم اور عملی اعتبار سے در حقیقت آیات الاحکام مشکل ترین اور اہم ترین ہیں، کیونکہ ایک مسلمان کی عمومی زندگی کا تعلق انہی آیات سے ہے اور اس کی ظاہری زندگی میں ہی اس کتاب مبین کے آثار دیکھے جا سکتے ہیں، آیات الاحکام کے ایک مسلمان کی عملی زندگی سے متعلق ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ احادیث الاحکام اور فقہ سے مربوط ہو، اس ربط کے بغیر آیات الاحکام کی تفہیم نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے، جیساکہ اوقات کی تحدید و تعیین، رکعات کی تعداد، طریقہ ادائیگی، نصاب زکوۃ، روزہ کے مقتضیات اور مناسک حج وغیرہ حدیث و فقہ سے ربط کے بغیر ناقابل فہم ہیں، آیات الاحکام کے ایک مسلمان کی زندگی پر ظاہری اور باطنی محکم اور گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور ان آیات پر عمل کے نتیجے میں ہر عام و خاص پر ظاہر بھی ہوتے ہیں۔ ان اثرات کا اس مختصر مضمون میں احاطہ طویل ہو جائے گا، اس لئے چند ایک ضبط تحریر میں لائے گئے ہیں۔

طہارت و پاکیزگی:

دین اسلام میں طہارت و پاکیزگی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، طہارت صرف ظاہری آلودگی سے نہیں بلکہ نجاست کے ساتھ ساتھ حدث سے طہارت کو بھی بعض احکام کی ادائیگی میں کلیدی حیثیت حاصل ہے، مثلاً نماز کے لیے طہارت شرط کے درجہ میں ہے، اسی طرح مصحف کے لئے بھی طہارت عن الحدث ضروری ہے۔

فقہاء نے طہارت ظاہری کی دو قسمیں بیان کی ہیں: حقیقیہ اور حکمیہ۔

1. **طہارت حقیقیہ:** نجاست سے طہارت، طہارت حقیقیہ ہے۔
2. **طہارت حکمیہ:** طہارت حکمیہ حدث سے طہارت کا نام ہے اور اس کی دو انواع ہیں: وضو اور غسل

کتاب و سنت میں طہارت کی تاکید و ترغیب اور فقہ میں طہارت کے احکام تفصیلاً مذکور ہیں۔ طہارت سے متعلق حکم باری تعالیٰ ہے:

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۔ [1] "اور اپنے کپڑوں کو خوب پاک رکھیں۔"

[1] ۔ المدثر، 4:74

Al-Qurʾān ,74:4

مذکورہ آیت آیات الاحکام میں سے ہے، اس میں تمام اہل ایمان کو عموماً اور نمازی کو خصوصاً لباس کی طہارت کا حکم دیا گیا ہے اور کپڑوں کی طہارت نماز کی شرائط میں سے ہے، جب تک لباس پاک نہ ہو نماز کا آغاز ہی درست نہیں ہوتا۔ اور لباس کی طہارت کے لئے باقاعدہ طور پر قرآن مجید میں نص لائی گئی، لہٰذا یہ عبارۃ النص سے ثابت ہے جبکہ بدن و مکان کی طہارت دلالۃ النص سے ثابت ہے۔ جیسا کہ اللباب میں ہے:

والمكان الذى يصلى عليه لقوله تعالى : "وثبابك فطهر" واذا وجب تطهير الثوب وجب في البدن والمكان الان الاستعمال في حال الصلاة يشمل الكل۔ [2]

"اور اس جگہ کا پاک ہونا بھی مشروط ہے، جہاں نماز پڑھی جائے، اللہ تعالیٰ کے فرماں "وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ" کی وجہ سے، کیونکہ جب کپڑوں کی طہارت واجب ہے تو بدن و مکان کی طہارت بھی ضروری ہے، کیونکہ نماز کی حالت میں یہ تمام چیزیں استعمال میں آتی ہیں۔" علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

شوائط اركان الصلاة: الطهارة بنوعيها من الحقيقة والحكمية، والطهارة الحقيقة هي طهارة الثوب والبدن ومكان الصلاة عن النجاسة الحقيقية، والطهارة الحكمية هي طهارة اعضاء الوضوء عن الحدث وطهارة جميع الاعضاء الظاهرة عن الجنابة۔ [3]

لباس کی طہارت تو آیت قرآنی "وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ" کی عبارۃ النص سے ثابت ہے اور اسی آیت کی دلالت سے بدن و مکان کی طہارت بھی ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ بدن و مکان کی طہارت زیادہ لازم ہے، کیونکہ لباس تو کبھی جسم سے جدا ہو سکتا ہے لیکن نمازی اپنی حالت نماز میں مکان صلاۃ سے اور اپنے بدن سے کبھی جدا نہیں ہو سکتا، لہذا جب لباس کی طہارت شرط ہے تو بدن و مکان کی طہارت بطریق اولیٰ شرط ہے، جیسا کہ علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

واذا وجب تطهير الثوب فتطهير البدن اولى۔ [4]

اور جب لباس کی طہارت ضروری ہے، تو بدن کی طہارت بطریق اولی ضروری ہے۔

---

[2]۔ عبدالغنی دمشقی، اللباب فی شرح الکتاب، (مکتبہ علمیہ: بیروت، 1998)ص، 545

Abdulghanī Dimashqī, Alobāb fi sharḥ al Kitāb, (maktaba I'lmia, Beirūt,1998)P 545

[3]۔ کاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، (دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع دوم)، 1:113

Kāsānī,Alāuldeen Abu Bakar bin Mas'ood, Badā'a al Ṣanā'a fi Tarteeb al Sharā'a,(Dār ul Kutab al I'lmia, Beirūt, Ṭaba 2),1:113

[4] کاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، 1:114

Kāsānī,Alāuldeen Abu Bakar bin Mas'ood, Badā'a al Ṣanā'a fi Tarteeb al Sharā'a,1:114

اصول فقہ میں ایک اصول یہ بھی ہے کہ دلالۃ النص سے ثابت ہونے والے حکم کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو کہ عبارۃ النص سے ثابت ہونے والے حکم کی ہوتی ہے۔ جیسا کہ لکھتے ہیں:

والثابت بالدلالة كالثابت بالعبارة في كونه قطعياً۔ [5]

دلالۃ النص سے ثابت ہونے والا حکم اسی طرح قطعی ہوتا ہے جس طرح عبارۃ النص سے ثابت ہونے والا حکم قطعی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس فقہی ضابطہ کی وجہ سے بدن و مکان کی طہارت بھی اسی طرح صحت نماز کے لیے شرط ہے، جس طرح لباس کی طہارت شرط ہے۔ لباس، بدن اور جائے نماز کی انجاس سے طہارت اور احداث سے طہارت کو نماز کی شرط قرار دیا گیا ہے جیسا کہ وضو، غسل اور تیمم کے بارے مشہور آیت کریمہ ہے:

يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ، وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ، وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ [6]

”اے ایمان والو! جب تم نماز کا ارادہ کرو، تو تم اپنے چہروں کو دھو، اور اپنے بازؤں کو کہنیوں سمیت، اور اپنے سر کا مسح کرو، اور اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت دھولو، اور اگر تم جنبی ہو تو خوب پاکی حاصل کرو (غسل کرو) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو، یا قضائے حاجت سے آؤ یا عورت سے جماع کیا ہو تو پاکیزہ مٹی سے تیمم کرو، اور اپنے چہروں اور بازؤوں پر مٹی سے مسح کرو۔“

مندرجہ بالا آیت نماز سے پہلے وضو کے بارے میں نص قطعی ہے۔ کیونکہ یہ قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہے عہد رسالت مآب ﷺ سے آج تک علماء امت اس آیت کو وضو، غسل اور تیمم کے بارے میں بطور دلیل پیش کرتے رہے ہیں۔ نماز میں احداث سے طہارت کی شرط کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

مفتاح الصلوة الطهور تحريمه التكبير وتحليل التسليم۔(7)

---

[5] بابرتی، محمد بن محمد، العنایۃ شرح الھدایۃ، (دار الفکر: بیروت، س ن)، 1:200
Bābartī,Muḥammad bin Muḥammad,Al A’nāya Sharaḥ al Hadāya,(Dār ul Fikr,Beirut, N Y),1:200

[6] المائدۃ, 5: 6
Al-Qurʾān , 5:6

[7] سنن ابوداود، حدیث: 61
Sunan Abu Dāwood, Ḥadith:61

"نماز کی کنجی طہارت ہے،اور(نماز میں دنیوی امور کو) حرام کرنے والی تکبیر اور حلال کرنے والا سلام پھیرنا ہے۔"

مند بالا آیات واحادیث اور فقہی ضوابط سے جہاں نماز کے لئے طہارت کی اہمیت عیاں ہوتی ہے، وہاں اس حکم شرعی کے ایک مسلمان کی زندگی پر بے شمار ظاہری اور باطنی اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ ایک مسلمان جب دن میں پانچ وقت نماز ادا کرتا ہے اور ہر نماز کے وقت اپنے لباس، بدن اور جائے نماز کی طہارت کا ملاحظہ کرتا ہے، تو یقیناً وہ دن میں کم از کم پانچ بار مسواک یا کلی کرتا ہے، ناک میں پانی ڈالتا ہے، ظاہری اعضاء کو دھوتا ہے، اسی طرح لباس اور جائے نماز کی طہارت کا اہتمام کرتا ہے، تو گویا کہ وہ سارا دن پاکیزگی میں گزارتا ہے اور جب کوئی شخص اپنے ظاہر کو پاک رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کے باطن کو بھی پاکیزہ کر دیتا ہے۔ لہذا وہ گناہوں سے دور رہتا ہے۔ کسی کو دھوکہ نہیں دیتا، اس کا اخلاق لوگوں سے بہتر ہوتا ہے۔

تواضع وانکساری:

کتاب و سنت کی بہت سی نصوص میں اہل ایمان کو وصف عبد سے پکارا کیا گیا، اور اس وصف عبدیت میں جس قدر مومن زیادہ متصف ہو گا اتنا ہی زیادہ اللہ تعالی کا محبوب و مقرب ہو گا، قرآن مجید میں صیغہ امر اور صیغہ خبر کے ساتھ سینکڑوں بار نماز کا حکم دیا گیا ہے، اور کسی نماز کی کوئی رکعت اس وقت تک درست شمار نہیں جب تک کہ نمازی سجدہ کی صورت میں درجہ کمال کے عجز کا اظہار بندگی بجا نہیں لاتا اور بندہ نماز میں سجدہ کی صورت میں اپنے رب کے قریب تر ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَأٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيۡنَ۔ [8]

"اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔"

نماز کے ارکان تکبیر تحریمہ میں اللہ تعالی قولاً بڑھائی اور ہاتھ بلند کرنے میں بندے کی بے بسی کی صورت میں، دست بستہ قیام، اور رکوع، سجود اور تسبیحات و تکبیرات میں اللہ تعالی کی کبریائی کا قولاً و عملاً اقرار کر کے انکسار بن جاتا ہے اور اپنے آپ سے تکبر کی نفی کرتا ہے۔ کیونکہ تکبر گمراہی اور ظلم و تعدی کی بنیاد ہے، قرآن مجید میں شیطان کی گمراہی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا سبب بھی تکبر کو قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَبٰى وَاسۡتَكۡبَرَ وَ كَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ ۔ [9] "اس نے انکار و تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔"

---

[8] البقرۃ،2: 43

Al-Qurʾān , 2:43

درحقیقت نماز کی صورت اللہ تعالیٰ کی بارگارہ میں بندے کی طرف سے خضوع و خشوع کا ہی نام ہے، کیونکہ نماز میں خشوع و خضوع فلاح و کامرانی کی نوید ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خٰشِعُونَ۔ [10]

''تحقیق وہ مومن کامیاب ہوئے جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے فرامین میں ایک مسلمان کی زندگی میں عموماً اور نماز میں خصوصاً عاجزی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔جب بندہ عاجزی اختیار کرلیتا ہے تو وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، تکبر سے بچ جاتا ہے۔دوسروں کی تحقیر نہیں کرتا جس سے ایک اچھے معاشرے کی تشکیل عمل میں آتی ہے۔

تقویٰ واخلاص:

بندہ کے لئے اپنے خالق سے قرب و محبت مقصود و مطلوب ہے اور قرب و محبت کا حصول تقوی پر موقوف ہے، بندہ جس قدر زیادہ متقی وپرہیزگار ہوگا اتنا ہی اپنے رب کی باگارہ میں زیادہ مکرم ہوگا۔

قرآن مجید کی متعدد آیات میں احکام الٰہی پر عمل کا نتیجہ و مقصد تقوی بیان کیا گیا ہے۔جیسا کہ روزوں کی فرضیت کے بیاں کے بعد اس کا مقصد "لعلكم تتقون" بیان کیا گیا ہے۔اسی طرح بعض آیات میں مطلقاً عبادت کو خواہ وہ نماز یا روزہ، حج وزکوۃ کی صورت میں ہو سب کا تقوی بیان کیا گیا ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ [11]

''اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا فرمایا تاکہ تم متقی بن جاؤ۔''

اس آیت کریمہ میں "يٰاَيُّهَا النَّاسُ" کے ساتھ خطاب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے مخاطب تمام لوگ ہیں کیونکہ اس سے قبل مشرکین، اور منافقین کا تذکرہ ہے اور پھر سب کو عبادت کا حکم دے کر تقویٰ کی ترغیب دی گئی ہے۔

---

[9] البقرة,2: 34

Al-Qurʾān , 2:34

[10] المومنون,23 : 1

Al-Qurʾān , 23:1

[11] البقرة,2: 20

Al-Qurʾān , 2:20

لیکن ان میں سے ہر ایک کی عبادت اس کے حسب حال ہے اہلِ ایمان متقین کی عبادت تقوی میں مزید ترقی کے ساتھ ہے۔ کفار و مشرکین اور منافقین کی عبادت کفر و شرک اور نفاق سے توبہ کرکے اسلام قبول کرنے اور اخلاص کو اختیار کرنے میں ہے اور عامۃ المسلمین کی عبادت احکام شرعیہ کی پابندی یعنی اوامر پر عمل اور نواہی سے اجتناب میں ہے اور ان تمام اعمال کی روح اخلاص کے جذبہ کی بیداری کے لئے رسول اللہ ﷺ نے طویل حدیث جبریل علیہ السلام میں احسان کے جواب میں ارشاد فرمایا:

ان تعبدر بک کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانه یراك۔ [12]

"تم اپنے رب کی اس طرح عبادت کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر ایسی کیفیت پیدا نہ کر سکو تو تم کم از کم یہ ضرور تصور کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

اخلاص و احسان کی یہ کیفیت حصول تقوی کی اساس ہے، کیونکہ جب بندہ مسلم بوقت نماز یہ تصور کرتا ہے تو رفتہ رفتہ یہ تصور پختہ ہو جاتا ہے، حتی کہ پھر وہ وقت آتا ہے کہ بندہ مسلم نماز میں ہو یا نماز سے باہر، ہر لمحہ اس پر یہ تصور غالب آجاتا ہے، جس سے اُس کی پوری زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے سانچے میں ڈھل جاتی ہے اور اس کا نام تقویٰ ہے،

ہمدردی اور معاشی تعاون:

ایک مسلمان کی زندگی کے دو اہم تعلق ہیں۔ ایک تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور دوسرا تعلق اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ یہ دونوں تعلقات جس قدر زیادہ مبنی بر اخلاص، مستحکم اور ہمہ جہت ہوں، اسی قدر بندہ زیادہ فلاح و کامرانی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کے قیام کے لئے نماز، روزہ اور حج کی فرضیت ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ سے بندوں سے تعلق، حسن سلوک، خیر خواہی، ادب و احترام اور خصوصاً ان کی معاشی اور معاشرتی ضروریات کی تکمیل کی صورت میں مستحکم ہوتا ہے۔ اس طرح کہ ایک بندہ مسلم دوسرے مسلمان بھائیوں کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کرے اس کی غمی اور خوشی کے مواقع میں شریک ہو، غم کی صورت میں اظہار تعزیت کرے اور اس کا حوصلہ بندھائے۔ خوشی کے موقع پر مبارکباد دے اور فرحت کا اظہار کرے اور اگر وہ بندہ مومن معاشی میدان میں بہت

[12] البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، رقم الحدیث: 50

Al Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'eel, Al Ṣaḥiḥ al Bukhārī, Raqam al Ḥadith:50

پیچھے رہ گیا ہے تو اپنے مال کے ساتھ اس سے ہمدردی کرے۔اس ہمدردی کے عملی اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے زکوۃ لازم فرمائی ہے۔ارشادہ باری تعالیٰ ہے:

وَأَقِيمُوا الصَّلوٰةَ وَأٰتُوا الزَّكُوٰةَ وَارْكَعَوْا مَعَ الرَّكِعِينَ۔ [13]

''اور نماز قائم کرواور زکوۃ ادا کرواور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

اور زکوۃ ادانہ کرنے کی صورت میں سخت وعید آئی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِينَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ ، يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِا نَفْسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ۔ [14]

''وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں درناک عذاب کی بشارت دیجئے، جس دن انہیں آگ میں تپایاجائے گا، پھران کے ساتھ ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پشتوں کوداغاجائے گا۔اور کہاجائے گا) یہ وہ ہے جو تم اپنے لئے ذخیرہ کرتے تھے،اب اپنے خزانوں کامزا چکھو۔''

اس پر تمام فقہاءِ اسلام کا اتفاق ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی ہر صاحب نصاب پر فرض ہے اور یہ کہ زکوٰۃ کی ادائیگی مال مسلم کے لئے طہارت کا باعث ہے، ورنہ اس کا جمع کیاہوا مال اس کے لئے وبال جان بن جائے گا۔ مندرجہ بالا احکام نصوص کی روشنی میں جب ایک مسلمان زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو وہ دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ عملی ہمدردی کا اظہار کر رہاہوتا ہے اور اس سے وہ خود بھی فرحت وخوشی اور اطمینانِ قلبی محسوس کرتا ہے۔قرآن مجید میں اس مال کی ادائیگی پر مسلمان کے تکبر وغرور میں مبتلا ہونے کے اندیشہ کا قلع قمع کرنے کے لئے قرآن مجید میں یہ تصور دیا گیا ہے کہ ایک مسلمان زکوۃ کی صورت میں اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ جو خیر خواہی کرتا ہے وہ کوئی احسان نہیں کرتا، بلکہ یہ اس کا حق ہے جو اس تک پہنچارہا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔ [15] ''اوران اموال میں سائل اور محرومین کا حق ہے۔''

---

[13] البقرة,2: 43

Al-Qurʾān , 2:43

[14] التوبہ,9:34-35

Al-Qurʾān , 9:34-35

[15] الذاريات,51 : 19

Al-Qurʾān , 51:19

اسی طرح ایک مسلمان زکوٰۃ وصدقات کی ادائیگی کے ساتھ نہ صرف اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوتا ہے بلکہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی بھی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر اپنا ایمان واعتقاد مزید مضبوط کرلیتا ہے۔ حدیث پاک میں نصف ایمان شکر ہے اور صبر ہے جو شخص مالی تعاون کے ساتھ اپنے بھائی سے خیر خواہی کرے تو اس صورت میں دونوں کا ایمان کامل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب فقیر کے پاس ضروریات کی تکمیل کے لئے مال نہ ہو، وہ صبر کرتا ہے، تو اس طرح اس کو نصف ایمان حاصل ہو جاتا ہے، پھر جب دوسرا مسلمان بھائی اسے اپنے مال سے کچھ مال دیتا ہے تو مال ملنے کی وجہ سے ضروریات پوری ہوتی ہیں تو شکر کرتا ہے۔ جس سے نصف ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔ اس سے پہلے غنی کے پاس مال تھا اور وہ شکر گزار تھا اور نصف ایمان حاصل تھا، مسلمان بھائی کے ساتھ بلاعوض مالی تعاون کرنے کی صورت میں ظاہری طور پر مال میں کمی پر وہ صبر کرتا ہے۔ لہٰذا اس کا ایمان بھی مکمل ہو جاتا ہے۔

الغرض آیات الاحکام میں سے وہ تمام آیات جن میں مال دنیا کی کثرت انسان کو مغرور اور متکبر بنادیتی ہے اور تکبر وغرور کے خاتمہ کے لئے مال خرچ کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ فقراء کی خیر خواہی اور ظاہری طور سے مال میں کمی سے تکبر میں کمی واقع ہو جائے۔ انفاق فی سبیل اللہ زکوٰۃ وصدقات کا حکم ہے اس پر عمل پیرا ہونے سے باہمی محبت و مودت، خیر خواہی اور ہمدردی فروغ پاتی ہے، ایک مسلمان نہ صرف اپنے بلکہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے تکمیلِ ایمان کا باعث بنتا ہے، بخل کا خاتمہ یا اس میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل مزید پختہ ہو جاتا ہے، بلاعوض مال خرچ کرنے کی صورت میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ اس دنیا میں مال دنیا مقصود حیات نہیں، بلکہ ضرورت زندگی ہے اصلی مقصد حیات اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے۔ اس طرح ایک مسلمان کی زندگی پر انفاق فی سبیل اللہ کی برکت سے بہت پاکیزہ اور روحانی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس سے معاشرے پر بھی مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں اور ان کے درمیان باہمی میل، ربط اور تعلق مضبوط ہوتے ہیں جس سے معاشرتی استحکام پیدا ہوتا ہے۔

مساوات اور اتحاد امت:

دینِ اسلام مساوات کا داعی ہے، کیونکہ سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی متعدد آیات میں اس وجہ مساوات کی طرف انسانوں کی توجہ مبذول کروائی ہے کہ انسان کو من حیث الانسان دوسرے انسان پر کوئی فضیلت حاصل نہیں اور اگر فضیلت حاصل ہے تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرستادہ انبیاء کرام اور رسلِ عظام علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کی اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّ أُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ۔ [16]

"اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا فرمایا، اور تمہارا ے خاندان اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہے۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ کے قائم کردہ اس نظریہ مساوات سے عملی مظاہرہ جس طرح آیات الاحکام پر عمل کی صورت میں پایا جاتا ہے دنیا بھر میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ نماز باجماعت میں تکبیرہ تحریمہ سے قیام و رکوع، سجود، قعدہ، اور سلام تک تمام ارکان میں وحدت امت اور مساوات کا حسین منظر اس سے قبل دنیا نے نہ دیکھا، اس طرح قرآن پاک میں حج کی ادائیگی کا حکم فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيل۔ [17]

"اور اللہ تعالیٰ کی (رضا) کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ہے۔"

اور ایک آیت میں ہے: وَاَتِمُّوْا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِله۔ [18] "اور حج اور عمرہ کو اللہ تعالیٰ کے لئے پورا کرو۔"

عمرہ اور حج کی ادائیگی کے احکام کا لحاظ کرتے ہوئے جب اہل اسلام کو حرم شریف میں ایک نظر دیکھا جائے تو سب ایک بولی بولتے ہوئے، ایک لباس میں ملبوس اور ایک عمل میں مصروف اتحاد و یگانگت اور مساوات بنی نوع انسان کا حسین منظر پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر قرآن مجید میں ازدواجی زندگی کے احکام کا مطالعہ کیا جائے تو شوہر و بیوی کی ذمہ داری اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی اور اولاد کی نگہداشت اور تعلیم و تربیت سے متعلق ذمہ داریوں کے انجام دہی کے مسلمان کی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے، کثیر الازدواجی کی اجازت کی صورت میں حکم باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً۔ [19] "اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ عدل نہ کر پاوگے تو ایک ہی کافی ہے۔"

---

[16] الحجرات,49: 13

Al-Qurʾān , 49:13

[17] آل عمران,3 : 97

Al-Qurʾān , 3:97

[18] البقرة,2: 195

Al-Qurʾān , 2:195

مذکورہ آیات پر عمل کرنے سے ایک مستحکم معاشرے کی تشکیل میں بہت مدد ملتی ہے کیونکہ ان پر عمل کرنے سے مساوات، رواداریاور عدل وانصاف جیسی معاشرتی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں۔

"باب القسم" کے عنوان سے باقاعدہ ایک عنوان قائم کرکے ازواج کے مابین عدل کا حکم یوں بیان کیا ہے کہ اگرایک عورت کے پاس ایک رات گزاری ہے تو باقی تمام عورتوں کے پاس بھی ایک ایک رات گزارنے اور اسی طرح تین یاسات گزارے تو دیگر ازواج کے پاس بھی تین تین اور سات سات گزارے جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ آپ ﷺ نے ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے فرمایا:

لیس بک علی اھلک ھوان ، ان شئت سبعت لک و ان سبعت لک سبعت لنسائی۔ [20]

"تیرے خاندان کی تیری وجہ سے رسوائی نہ ہوگی، اگر تم چاہو، تو میں تمہارے پاس سات دن مختص کر دوں لہٰذا اگر میں سات دن مختص کروں گا تو باقی ازواج میں سے ہر ایک کے پاس سات دن گزاروں گا۔"

قرآن مجید میں ایک اور آیت کریمہ میں ہے:

وَ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْا أَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ۔ [21]

"تم ازواج کے درمیان عدل کی استطاعت ہر گز نہیں رکھتے اگرچہ تم چاہتے ہو، لیکن ان میں سے کسی ایک کی طرف میلان کلی کے ساتھ دیگر کو بالکل معلق نہ کردو۔"

امام ابو بکر جصاص ان آیات کے ضمن میں عدل و میل کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

المرادمیل القلب والعدل الذي یمکنو فعلؤ ویخأو ان لا یفعل الظھار المیل بالفعل، فأمره اللؤتعالی بالاقتصار علی الواحد اذا خاف اظھار المیلو الجور و مجانب العدل۔[22]

---

[19] النساء،4: 3

Al-Qur᾿ān , 4:3

[20] قشیری، مسلم بن حجاج، المسند الصحیح، کتاب الرضاع، باب قدر ما تستحق البکر، رقم الحدیث:1460۔

Qushairī,Muslim bin Ḥajjāj, Al Musnad al-Ṣaḥiḥ al-Mukhtaṣar, Kitāb al Ridā'a,bāb Qadaro mā Tastaḥiq al Bikar, Ḥadith no:1460

[21] النساء،4: 129

Al-Qur᾿ān , 4:129

[22] رازی، ابو بکر احمد بن علی، احکام القرآن، (داراحیاء التراث العربی، بیروت 1405ھ) 766

Rāzī,Abu Bakar Aḥmad bin Alī, Aḥkām al Qur'ān,(Dār Aḥyā al Turāth al A'rbī, Beirūt 1405) 766

"قلبی میلان اور عدل سے مراد وہ ہے جو ممکن العمل ہو اور عملی طور پر ان کا اظہار نہ کرے، لہٰذا جب کلی میلان، ظلم و تعدی اور عدل سے کنارہ کشی کا اندیشہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بیوی پر اکتفا کا حکم فرمایا ہے۔"

ان آیات اور فقہاء کرام کی عبارات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرآنی آیات میں عملی طور پر عدل وانصاف، مساوات اور برابری کا درس ملتا ہے اور نبی مکرم ﷺ کی سیرت سے بھی یہ راہنمائی ملتی ہے۔ ان چیزوں پر عمل کرنے سے معاشرے کو مضبوطی حاصل ہوتی ہے اور استحکام ملتا ہے۔دوسروں کے حقوق پورے کرنے سے انہیں احساس کمتری نہیں ہوتا اور ان میں اتفاق و اتحاد بھی پیدا ہوتا ہے۔

خلاصہ بحث

آیات الاحکام اور احادیث الاحکام اور ان سے حاصل ہونے والے فقہی جزئیات پر عمل کرنے سے ایک مسلمان کی زندگی پر بہت سے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں، اور آیات الاحکام پر عمل سے ہی مقاصد شریعت ایمان، جان، مال، عزت اور نسل کی حفاظت ممکن ہے۔ ان آیات اور سنت سے اس کی ادائیگی کے طریقہ کار کی عملی صورت سے ایک مسلمان ظاہری و باطنی تزکیہ و طہارت، خشوع و خصوع، عدل و انصاف، تحاد و مساوات اور احساس ذمہ داری جیسی صفات سے متصف ہو جاتا ہے۔ عصرِ حاضر میں انسان کو ایک نظام کے تحت لانے کے لئے کتنے سخت قوانین اور قوت نافذہ استعمال میں لائی جاتی ہے، ہر طرح کی قوت اور سخت قانونی چارہ جوئی کے باوجود دنیا کا کوئی نظام مسلمان کی نماز، زکوۃ، روزہ اور حج کے مناسک کی ادائیگی میں نظم مثل اتحاد و یگانگت، مساوات، ایثار، احساس ذمہ داری اور باہمی ہمدردی کی عملی صورت پیش کرنے سے عاجز ہے۔ حالانکہ ایک مسلمان کو مذکورہ بالا نظام میں منظم کرنے کے لئے کوئی لاٹھی ہے اور نہ کوئی قوت، کوئی قانونی چارہ جوئی اور نہ کوئی ذہنی دباو بلکہ فقط آیات الاحکام کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا وہ پاکیزہ نظام ہے، جس نے ایک مسلمان کی ایسی ذہن سازی کی کہ اس عملی تنظیم و ترتیب میں رہ کر وہ قلبی راحت و سکون اور روحانی پالیدگی محسوس کرتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License